رجسٹرڈ نمبر ا ۲۰۳۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حب وطن از ملک سلیمان خوشتر ۔۔۔ خار وطن از سنبل و ریحان خوشتر
یوسف کہ بمصر بادشاہی می کرد ۔۔۔ می گفت گدا بودن کنعان خوشتر

کاکوری اخبار

پندرہ روزہ

سالانہ چندہ	فی پرچہ
۱/	۲/

جلد ۷ | کاکوری ۔ شنبہ یکم اپریل ۱۹۴۱ء مطابق ۳ ربیع الاول ۱۳۶۰ھ | نمبر ۲۳

ادبیات

غزل نعتیہ از افتخار الشعرا حضرت نیرنگ کاکوروی

محفل قدس کی رونق کا بڑھانے والا
لامکاں میں کوئی مہمان ہے آنے والا
وہ براق نبوی خلد سے آنے والا
تیز مانند نظر عرش پہ جانے والا
میں چلا حشر میں روتا ہوا پیچھے پیچھے
آگے آگے مری بگڑی کا بنانے والا
خاک سمجھے جو گرفتار میں و منّی میں ہے
سب سے اول ہے جو آخر میں ہے آنے والا
ملک قدرت سے یہ آغوش احد کہتی تھی
میم احمد مرے پہلو میں ہے آنے والا
بلبل دل کو سنائے یہ صبا خوشخبری
تجکو وہ گل ہے مدینہ میں بلانے والا
صبر آئے جو دعا میں تو وہی رحمت ہو
تجھ سے مایوس نہ ہو ہاتھ اٹھانے والا
خم کے خم کیوں نہ چڑھاؤں لب کوثر نیرنگ
مجھ سا مےکش مرے ساقی سا پلانے والا

نوشتہ

اس قربت پر یہ بے نیازی، میری ہر تمنا کے لئے اسباب ماتم پیدا کر رہی ہے پامال دل سرد ہو کر تیری فضا میں نوحہ کنا مصروف طواف ہے۔ دنیا میری نظروں میں تاریک ہو چکی۔ دنیا کی ہر روشنی میرے لئے بجھ چکی۔

اے خدائے حسن و جمال کبھی میرے سینے کو چیر کر دیکھ کہ تو جلوہ گر ہے اور میرے پروردہ ارمان و تمنا کا ایک ہجوم تیری پرستش میں ہر آن سر بسجود ہے۔ تیری حکومت ہے تیرا راج ہے۔ اف! تیرا نیم تبسم میری آرزوؤں کی دنیا میں ایک قیامت خیز ہیجان پیدا کر دیتا ہے۔ اور وہ انتہائی مسرت میں میرے سینے کو شق کر جاتی ہیں۔

اُو دریائے ملاحت اِس حباب کو اپنی بلند موجوں سے ٹکرا۔ اِس کی فنا میں کوشاں نہ ہو۔ ہوا کا ایک ہلکا سا جھونکا اس کو کافی ہے۔ مگر یہ تجھی میں فنا ہو کر تیری ہی سطح پر ہموار ہوگا اور تیرے ہی رخسار کا ایک جز بن جائے گا۔

"ایک حباب"

(ماخوذ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کاکوری اخبار

جلد ۷ | کاکوری شنبہ یکم اپریل سنہ ۱۹۴۱ع | نمبر ۲۳

درد دل

کیوں صاحب اگر خدانخواستہ آپ کے اعضا کے اندر کچھ ایسی کشاکش پیدا ہو جائے کہ ایک عضو دوسرے کا دشمن بن جائے اور ایک دوسرے کی امداد بالکل چھوڑ دے تو آپ کا کیا حال ہو؟

فرض کیجئے کہ آپ کے ہاتھ لب تک نہ پہونچ سکیں اور آپ کو غذا سے محروم کر دیں یا آپ کے دانت غذا کے چبانے میں مدد نہ دیں معدہ کو دانتوں کا کام انجام دینا پڑے تو کیسی مصیبت ہو جائے۔ یا آپ کی ٹانگیں جسم سے ناراض ہو کر تن کا بار اُٹھانے سے انکار کر دیں تو ایسی صورت میں آپ کا کیا حال ہوگا؟ کیا اُس وقت آپ میں اور مٹی کے ڈھیر میں کوئی فرق باقی رہے گا؟

آپ نے "بنی آدم اعضائے یکدیگر اند" کا جملہ سُنا ہوگا۔ کیا آپ نے اس کے سمجھنے کی کوشش بھی کی؟ تمام انسان مل جلکر "بنی آدم" کہلاتے ہیں اور انکی کامیابی کا دارومدار امداد باہمی پر ہے۔ اگر ہم ایک دوسرے کی امداد نہ کریں گے تو ہماری جماعت کا وہی حشر ہوگا جو ایک ایسے شخص کی زندگی کا حشر ہو سکتا ہے جسکے اعضا میں کشاکش پیدا ہو جائے۔ قوموں کی حالت بالکل ایک انسان کے اعضا کی سی ہے جب کسی قوم کی تباہی کا افسانہ پڑھئے تو سمجھ لیجئے کہ جس طرح اعضا کی ایک دوسرے سے مخالفت انسان کو پیوند خاک بنا سکتی ہے اُسی طرح افراد کی آپس میں بیگانگی، بے توجہی اور عدم رواداری قوموں کی تباہی و بربادی کا باعث ہوتی ہے۔ اب تکلیف کر کے یہ دردناک داستان سُنئے کہ اس وقت ہمارے اہل وطن کا اپنے دیرینہ خدمتگذار (کاکوری اخبار) کے ساتھ کیا برتاؤ ہے۔

چند ہی ایسی ہستیاں ہیں جو کسی نوعیت سے ہمارا ہاتھ بٹاتی ہیں۔ یا اخبار کی قلمی اعانت کے ساتھ ترقی اشاعت کے لئے بھی کوشاں رہتے ہیں۔ دوسرے ارباب وطن سے میرا سوال ہے کہ انھوں نے اپنے اس ادنیٰ خدمتگذار کو امداد پہونچانے کی کیا کوشش کی؟ اخبار کو جسم فرض کیجئے اہل وطن اس جسم کے اعضا ہیں۔ اب فرمائیے کہ اعضا نے جسم کو کیا سہارا دیا۔ افسوس ہے کہ ایک عضو دوسرے کا دشمن ہو گیا اور اس آپس کی کشاکش نے جسم کو نحیف و کمزور بنا دیا۔ اگر "اعضائے یکدیگر اند" کے مقولے پر عمل ہوتا تو آج ہمکو یہ افتتاحیہ لکھنے کی نوبت نہ آتی۔ ہمکو اس وقت صاف الفاظ میں یہ لکھنا ہے کہ اخبار اس حالت سقیم کو پہونچ چکا ہے کہ اب اس کو جاری رکھنے یا بند کر دینے کے مسئلہ پر غور ہو رہا ہے۔ کیونکہ پانچ سال کے تجربہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارے اہل وطن شاید اس کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ افسوس ہے کہ ہمارے اہل وطن میں مل جلکر کام کرنے کی اہلیت باقی نہیں رہی اور امداد باہمی کا فقدان ہے۔

خاکسار اڈیٹر نے مالی قربانی کے ساتھ اپنی صحت کو بھی اخبار پر بھینٹ چڑھا دیا۔ آنکھ کی بینائی نے کتب بینی سے تقریباً لاچار کر دیا۔ معدہ کی خرابی سے ضعف قلب پیدا ہو گیا۔ جس طرح بنتا ہے تن تنہا اخبار کی ادارت کے فرائض کے ساتھ دفتری کام اور طباعت وغیرہ کا انتظام دوڑ دھوپ کرتا ہے لیکن اس جسم کو اعضا کی کشاکش سے جو نقصان پہونچ رہا ہے وہ ناقابل علاج ہے اور سُکھ کے بجائے دُکھ ہی دُکھ ہے ؎

اُٹھے ہیں چارہ جو مری بالیں سے گفتگو کرتے
کہ اب اس مریض کو بہتر ہے قبلہ رو کرتے

ہم نے اس پانچ برس کی مدت میں اخبار کو فرقہ بندی پارٹی بازی سے محفوظ رکھا اگرچہ ہمارے خلاف طرح طرح سے پروپیگنڈہ کیا گیا۔ خریداری سے لوگوں کو روکا گیا لیکن ہمنے جو روش اجراء اخبار کے وقت اختیار کی تھی اُس کو قائم رکھا جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس وقت تقریباً ساڑھے تین سو روپیہ بقایا میں ہے۔ انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں ہم باقی داران کی مکمل فہرست اخبار میں شائع کرکے

اپنے ارباب وطن سے دریافت کریں گے کہ وہ ہمکو کیا رائے دیتے ہیں۔ آخر میں ہم یہ کہدینا چاہتے ہیں کہ نیاز مند اڈیٹر کو خرابی صحت کے باوجود محنت کرنے سے گھبراہٹ نہیں البتہ ارباب وطن کی عدم رواداری، بے توجہی اور امداد باہمی کے فقدان کے باعث ہمّت پست ہوئی جاتی ہے۔

سُنسان تاریک راتوں میں

سُنسان تاریک راتوں میں۔
نیند سے ہم آغوش ہونے سے قبل
گذرے ہوئے زمانہ کی تصویر
بچپن کی مسرتیں۔ الھڑپن اور شوخیاں
بہت یاد آتی ہیں۔ خون کے آنسو رُلاتی ہیں ــــ!
میٹھی میٹھی باتیں جو سُنی تھیں۔
محبت بھری آنکھیں جو چمکتی تھیں
آہ وہ نگاہیں جو بے نور ہوچکیں
مسکراتے ہوئے چہرے جو کمہلا گئے
کھلی ہوئی کلیاں جو مُرجھا گئیں
سُنسان تاریک راتوں میں
نیند سے ہم آغوش ہونے سے قبل
بہت یاد آتی ہیں۔ خون کے آنسو رولاتی ہیں۔!!
ہمراز دوستوں کی دلفریب صحبتیں
مہربان بزرگوں کی قیمتی نصیحتیں
ختم ہوگئیں۔ خزاں کے موسم میں پتیوں کی مانند
ایک ایک کرکے مجھ سے جدا ہوگئے
مجھے تنہا چھوڑ دیا۔ مجلس برخاست ہوئی
شمع خاموش ہوگئی۔ نقش ونگار بے رونق ہوگئے
میں اکیلا رہ گیا۔ قافلہ والے چلے گئے
سُنسان تاریک راتوں میں
نیند سے ہم آغوش ہونے سے قبل
گذرے ہوئے زمانہ کی تصویر
بچپن کی مسرتیں۔ الھڑپن اور شوخیاں
بہت یاد آتی ہیں۔ تڑپا جاتی ہیں۔ رولا جاتی ہیں ــ!!

"تماشائی" کاکوروی

انگوٹھی کا راز

حسن ابن ضیاء صاحب علوی ضیاؔ کاکوروی

(۱)

کتاب بہت کامیاب رہی۔ ہزاروں کاپیاں بک چکی تھیں سال کا بہترین تحفہ مانی گئی تھی۔ یہ ایک سینما کے لئے تیار کی گئی تھی۔ ایک عورت کی دردناک داستان اور بُرا انجام۔ عاشق کا فریب زندگی کے طلسمات پر روشنی ڈالی گئی تھی۔ نوجوان مصنّف نے سچّے جذبات کی خوب ہی ترجمانی کی تھی۔ انسان اپنے جذبات کی بہترین ترجمانی الفاظ کے ذریعہ کرسکتا ہے۔ یہی حال اس فلمی کہانی کا بھی تھا۔

صرف لوگوں کو یہ معلوم تھا کہ مصنف قابل، نامور اور مشہور مصنف ہے اس کے آگے اور کچھ کسی کو علم نہ تھا۔

اب اس قصّے کو فلم کی شکل میں لانے کی کوشش تھی۔ ایک فلم کمپنی نے کثیر روپیہ دیکر اسے مصنف سے خرید لیا تھا۔ پلاٹ مشکل تھا اور کام نازک تر اس لیے بہترین ایکٹریس کی تلاش تھی اور فلم کمپنی کا منیجر تلاش میں سرگرمی سے ہمہ تن مصروف تھا۔

مصنف دراصل پریشان تھا۔ اس نے سنا تھا کہ اسکی وفادار معشوقہ جسکے ساتھ اُس نے بیوفائی کی تھی جو اس قصّے کی سچی ہیروئن تھی مرگئی لیکن اگر وہ زندہ ہوئی تب کیا ہوگا؟ اس قسم کے مختلف سوالات یکے بعد دیگرے مصنف کے دماغ میں آرہے تھے۔

مصنف ان کو ٹال رہا تھا اور ضمیر کی ملامت کا خیال دل سے نکال رہا تھا۔ غضب خدا کا میں نے اپنی زندگی کے سچے واقعات تھوڑے روپئے کے لئے پبلک پر عیاں کردیے اور

کیسے ؟ دھوکا دیکر ؟ سب کو انجان بنا کر ؟ لیکن اس قدر دولت اور شہرت کے مقابلے میں یہ سب جائز ہے "۔

مگر اب وقت نکل چکا تھا۔ ہر انسان کو اپنے گناہ کی سزا بھگتنی پڑتی ہے اور سب سے مشکل وقت وہ تھا جبکہ فلم کمپنی کے منیجر نے اس قصّے کے تیار ہونے میں اُسی سے مدد لینے کی خواہش ظاہر کی "کوئی ہرج نہیں میں دنیا کے سامنے ایسی چیز پیش کرونگا جسے دیکھ کر وہ سب کچھ بھول جائیں گے اور ہمیشہ اُسے یاد کرینگے"

یہ خیالات تھے جو اُسے سنبھالے ہوئے تھے۔

ایکٹریسوں کی عرضیاں آنی شروع ہوئیں۔ ہر ایک کی عرضی اُس نے ردی میں پھینک دی۔ اُسے ہر دم ڈر تھا کہ کہیں وہ (معشوقہ) نہ آجائے۔ لیکن اُس کے دل میں شہرت کا خیال جما تھا اس لئے وہ سب بھول جاتا تھا۔ چند ہی دنوں میں کوئی سو ایکٹریسیں لوٹ گئیں۔ ایک بھی پسند نہ آئی۔ تھک کر چور ہو گیا تھا۔ اب آرام کی ضرورت تھی۔ ڈائرکٹر پہاڑ (شملہ) پر چلا گیا۔

(۲)

ایک خوشنما صبح کو ایک اجنبی عورت دفتر میں داخل ہوئی۔ اُس کے کپڑے پھٹے تھے۔ سر کے بال بکھرے تھے۔ وہ کمسن اور خوبصورت تھی۔ وہ ڈائرکٹر سے ملنا چاہتی تھی۔ اُس کو چپراسی اندر لے گیا۔ "وہ تو نہیں ہیں" اسسٹنٹ ڈائرکٹر نے کہا۔

"میں معافی چاہتی ہوں میں نے خواہ مخواہ آپ کو تکلیف دی"۔ عورت نے کہا۔ لیکن اسسٹنٹ ڈائرکٹر رحمدل تھا اس کو یہ بات پسند آگئی۔ اسسٹنٹ ڈائرکٹر نے مہربانی سے اُس کی اُداسی کا سبب پوچھا تو اس کو بتلانا پڑا۔ واقعی یہ دردناک قصہ تھا۔ ایک عورت کا مرد کی محبت میں سب کچھ قربان کر دینا۔ لڑکے کا پیدا ہونا۔ گھر سے بے گھر ہونا۔ عاشق کا چھوڑ کر بھاگ جانا۔ اُس کا ادھر اُدھر مارا مارا پھرنا۔ ٹھوکریں کھانا۔ پھر اس کا اشتہار دیکھنا اور یہاں آنا۔ اگر کوئی دردناک زندگی کو ظاہر کر بتا سکتا ہے تو وہ میں ہو سکتی ہوں۔ میں اُس بیوفا مرد کو بخوبی پہچانتی ہوں۔ وہ ایک خاص قسم کی انگوٹھی پہنتا ہے۔ جس میں دو سانپ بنے ہیں۔ واقعی وہ ایک خوبصورت ڈسنے والا ناگ ہے۔ جس کے کاٹے کا نہ منتر ہے اور نہ دوا۔" وہ انگوٹھی چمکتی تھی (سانپ کی آنکھوں میں ہیرے لگے ہیں) جب وہ آخری مرتبہ مجھ سے چاندنی رات میں لپٹا تھا"۔ یہ کہتے کہتے وہ زار زار رونے لگی۔

(۳)

ڈائرکٹر تین دن بعد آگیا۔ جیسے ہی وہ آیا۔ اسٹوڈیو میں داخل ہوا۔ اسسٹنٹ ڈائرکٹر نے خوشخبری سنائی۔ ڈائرکٹر بہت خوش ہوا اور اُس عورت کو بلانے کے لئے کہا۔

اسسٹنٹ ڈائرکٹر عورت کو لئے ہوئے ڈائرکٹر کے کمرے میں داخل ہوا واقعات نے پلٹا کھایا۔ ڈائرکٹر کا چہرہ زرد ہو گیا۔ اور منھ فق ہو گیا۔ ایکٹریس بیہوش ہو کر گر پڑی۔

اسسٹنٹ ڈائرکٹر حیرت میں پڑ گیا۔ واقعات پر غور کرنے لگا۔ اس وقت اُس کی نظر جا کر ڈائرکٹر کی انگلی پر پڑی۔ ابھی تک انگوٹھی موجود تھی اور جگمگا رہی تھی!

انگوٹھی کا راز کھل گیا تھا۔ ساتھ ہی ساتھ پورا حال ظاہر ہو گیا۔ ڈائرکٹر کا قصہ جو فلم بند ہونے والا تھا عورت کے قصے سے مل رہا تھا۔ انگوٹھی اب تک بجلی کی روشنی میں چمک رہی تھی انگوٹھی کے کالے ناگ غور سے سین دیکھتے ہوئے معلوم ہونے لگے۔ سانپوں کی چمکتی ہوئی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔!!!

فہرست طلبا قصبہ کاکوری جو سنہ ۴۱ء کے امتحانات میں شریک ہوئے ہیں

(۱) محمد ابن علی علوی (تارٹولہ) ایل ایل بی (فائنل) ایم او کالج مسلم یونیورسٹی علیگڈھ
(۲) سید اختر حسین ہاشمی (بستی رام گڑھ) ایم اے ،، ،، سینٹ جانس کالج آگرہ یونیورسٹی
(۳) اخلاق احمد علوی (باؤلی) ،، ،، کیننگ کالج لکھنؤ یونیورسٹی
(۴) احمد علی صدیقی (ساگر) ،، (،،) ،، ،، ،، ،،
(۵) لچھمن پرشاد (بستی رام گڑھ) ،، (،،) ،، ،، ،، ،،
(۶) امین الدین علوی (مولوی محلہ) بی اے (،،) ،، عثمانیہ ،، حیدرآباد
(۷) اوصاف علی عباسی (قلعہ) ،، (،،) ،، ،، ،، ،،

(۸) حسن بن ضیا علوی (تاڑتلہ) بی اے (سال اول) الہ آباد یونیورسٹی
(۹) لبیق الدین علوی (مولوی محلہ) ایف اے (فائنل) ریڈ کرسچین انٹرمیڈیٹ کالج لکھنؤ
(۱۰) علاء الدین کرمانی (تاڑتلہ) " " " "
(۱۱) اکبر علی علوی " " " الہ آباد یونیورسٹی
(۱۲) وقار احمد صدیقی (چودھری محلہ) " " " "
(۱۳) کمال الدین علوی (تاڑتلہ) " " ریڈ کرسچین انٹر کالج لکھنؤ
(۱۴) حسن کمال عباسی (قاضی گڈھی) " " " "
(۱۵) کرم علی عباسی (قلعہ) " " انٹرمیڈیٹ کالج اور نگ آباد عثمانیہ یونیورسٹی
(۱۶) سرور الدین علوی (مولوی محلہ) " (سال اول) ریڈ کرسچین انٹرمیڈیٹ کالج لکھنؤ
(۱۷) غلام مرتضیٰ (ولی نگر) " " " "
(۱۸) عبد القدیر (قاضی گڈھی) " " " "
(۱۹) افضال احمد علوی (باڈلی) " " " "
(۲۰) نثار احمد علوی (تجیہ تلہ) " " حلیم مسلم انٹر کالج کانپور
(۲۱) محمد سردار علی عباسی (قلعہ) میٹرک (فائنل) انٹرمیڈیٹ کالج اورنگ آباد عثمانیہ یونیورسٹی
(۲۲) آنسہ قدسیہ بیگم (نواسی اعجاز حسین مرحوم) (تجیہ تلہ) میٹرک (فائنل) نسواں اسکول "
(۲۳) محتشم الدین علوی (مولوی محلہ) سی ٹی (سال اول) گورنمنٹ ٹریننگ کالج لکھنؤ

وطن کی خبریں

نوٹ:۔ اعزہ احباب اور جملہ اہل وطن سے جو باہر ہیں خواہ وطن میں گزارش ہے کہ اپنے یہاں کی قابل اندراج خبریں اطلاعات دفتر میں روانہ کر کے مشکور کرتے رہیں۔ (اڈیٹر)

موسم:۔ دفعتًا دن میں گرمی زیادہ ہونے لگی ہے دھوپ میں کافی حدت پیدا ہو گئی ہے۔ البتہ بعد غروب آفتاب موسم خوشگوار ہو جاتا ہے اور رات خاصی خنک ہوتی ہے۔ البتہ مچھروں اور کھٹملوں کی وجہ سے کچھ اذیت رہتی ہے۔ چونکہ برآمدہ اور صحن میں سونے والوں کو موٹی چادر یا رضائی اوڑھنا پڑتی ہے اس لئے مچھروں سے نیند خراب نہیں ہوتی

آب و ہوا:۔ کوئی خاص شکایت نہیں سنی گئی۔ بفضلہ آب و ہوا اچھی ہے

چہلم:۔ حسب سالہائے سابق اس بار بھی ۲۴ صفر مطابق ۲۲ مارچ چہلم منایا گیا اور کافی تعداد میں تعزیئے مختلف محلوں سے اٹھے اور چودھری محلہ میں کافی جماؤ ہوا اور بڑی رات گئے براہ ولی نگر کربلا پہو نچائے گئے۔ سنا ہے کہ مرزا سکندر بیگ کا تعزیہ سب سے اونچا و بڑا تھا اور احاطہ حضرت صاحب سے ایک بہت خوبصورت تعزیہ اُٹھایا گیا تھا۔ چہلم میں جملہ مراسم عزاداری قصبہ میں بخیریت گذر گئے

جلسہ:۔ ہفتہ جنگ کے سلسلہ میں باشندگان کاکوری و مضافات کے لوگوں کا ایک جلسہ ۲۴ مارچ سنہ ۴۱ء کو بمقام درگا گنج متصل پولیس اسٹیشن بصدارت جناب رائے صاحب بابو جوتی پرشاد حاکم پرگنہ منعقد ہوا۔ تحصیلدار صاحب لکھنؤ بھی شریک جلسہ تھے۔ مجمع کثیر تھا دو ڈھائی ہزار نفوس کے اجتماع کا اندازہ کیا جاتا ہے۔ اولًا فائنل اور پرائمری اسکولوں کے طلبہ نے ہٹلر اور جنگ کے متعلق نظمیں پڑھیں اُس کے بعد کئی مقررین نے مقاصد جنگ کی تشریح کرتے ہوئے بالتفصیل جنگ کے حالات بیان کئے اور عوام کو متنبہ کیا کہ وہ جھوٹی خبروں اور گمراہ کن پروپیگنڈہ سے متاثر نہ ہوں اور پُر زور الفاظ میں برطانیہ کی ہر امکانی امداد کرنے کی پبلک سے اپیل کی۔ جلسہ کی کارروائی تین ساڑھے تین گھنٹہ جاری رہ کر بہت کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی۔ ختم جلسہ کے بعد ہوائی جہاز سے مظاہرہ کر کے دکھایا گیا کہ ہوائی حملے کس طرح ہوتے ہیں اور ان حملوں سے حفاظت کرنے کی تدابیر بتلائی گئیں۔ جس سے اس عظیم مجمع نے پورا اثر لیا اور دلچسپی کا اظہار کیا۔ (رپورٹر)

مسلم لیگ:۔ (۱) ۲۵ مارچ سنہ ۴۱ء کو ۸ بجے شب کے وقت یوم پاکستان کے سلسلہ میں مقامی مسلم لیگ کے زیر اہتمام بصدارت الحاج مولوی امیر احمد صاحب علوی بی۔ اے ایک جلسۂ عام دفتر مسلم لیگ کے وسیع صحن میں منعقد ہوا۔ تلاوت کلام پاک سے جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ سکریٹری نے مقررین کا حاضرین سے تعارف کراتے ہوئے حسب ہدایت آل انڈیا مسلم لیگ ۲۳ مارچ کو "یوم پاکستان" نہ منائے جانے کی وجہ ۲۳ کو چہلم اور ۲۴ کو جنگ کے متعلق جلسہ ہونا بیان کیا۔ اس کے بعد چودھری خلیق الزماں صاحب لیڈر مسلم لیگ پارٹی۔ یو۔ پی کونسل اور چودھری صاحب کے بعد

ڈاکٹر ناقی صاحب نے اپنی دلچسپ اور سبق آموز انداز بیان میں "پاکستان" کی اہمیت اہل جلسہ کے ذہن نشین کراتے ہوئے نہ صرف معترضین کے مدلل جوابات دیئے بلکہ اعداد و شمار سے پاکستانی حصوں کی وضاحت کی اور نقشہ سے (جو جلسہ گاہ میں آویزاں تھا اور جس میں پاکستانی حصے سبز رنگ میں دکھائے گئے تھے) پورے طور پر حاضرین کو سمجھائے۔ دونوں مقررین نے اپنے پُراز معلومات اور دلچسپ تقریروں سے تمام حاضرین کو بہت متاثر کیا اور پاکستان کی اہمیت پورے طور پر لوگوں کے ذہن نشین کرا دی۔ مقررین کے علاوہ باہر کے مہمانوں میں حسب ذیل حضرات قابل ذکر ہیں۔ شیخ کاظم رضا صاحب صدیقی ایڈوکیٹ، مسٹر عبدالعزیز وکیل۔ منشی حافظ علی صاحب، سالار سٹی مسلم نیشنل گارڈ، لکھنؤ۔ مولوی محمد سلیم صاحب انصاری، نائب سالار سٹی، لکھنؤ۔

تقریروں کے بعد حسب ذیل رزولیوشن منجانب صدر مولوی احسن مجتبےٰ صاحب علوی نے پیش کیا جو نعرۂ تکبیر، مسلم لیگ زندہ باد۔ قائد اعظم زندہ باد۔ پاکستان زندہ باد کے فلک شگاف نعروں کی گونج میں بالاتفاق نہایت جوش و خروش سے پاس ہوا۔

"کاکوری مسلم لیگ کا یہ عظیم الشان جلسہ لاہور کے مشہور رزولیوشن "پاکستان" کی دلی تائید کرتا ہے اور قائد اعظم کو یقین دلاتا ہے کہ حصول پاکستان کے لئے کاکوری مسلم لیگ ہر امکانی قربانی کیلئے تیار ہے"

مردانہ جلسہ سے قبل زنانہ مسلم لیگ کاکوری نے بھی کافی اجتماع کے ساتھ دفتر مسلم لیگ میں اپنا جلسۂ عام منعقد کر کے ڈاکٹر سر شاہ محمد سلیمان کے انتقال کا تعزیتی رزولیوشن پاس کیا اور پاکستان کی تائید کی تجویز بڑے جوش و خروش سے منظور کی۔ (رپورٹر)

(۲) مسلم لیگ کاکوری کے لئے عہدہ داران، و ممبران مجلس عاملہ اور نمائندگان ضلع لیگ کے سالانہ انتخابات کے سلسلہ میں، ۲۰ مارچ ۴۱ء کو جلسۂ عام منعقد ہوا۔ پہلے سید سیف الدین احمد نے ڈاکٹر سر شاہ محمد سلیمان مرحوم بار ایٹ لا و جج فیڈرل کورٹ و وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علیگڈھ کے مختصر حالات بیان کئے اور صدر نے حسب ذیل تعزیتی رزولیوشن پیش کیا جو کھڑے ہو کر فاتحہ خوانی کے بعد (جس کا ثواب مرحوم کی روح کو بخشا گیا) بالاتفاق پاس ہوا۔ اس کے بعد سکریٹری نے اپنی سالانہ رپورٹ جس میں پورے سال کی کارگذاری درج تھی حاضرین کو پڑھ کر سنائی۔ اور نئے سال کے لئے حسب اعلان انتخابات کی کارروائی شروع ہوئی چونکہ جسقدر جگہیں تھیں، اُسی قدر نامزدگیاں معہ تحریک و تائید کے وقت مقررہ کے اندر داخل ہوئی تھیں۔ کسی جگہ کے لئے کوئی مقابلہ نہ تھا لہٰذا بالاتفاق وہی لوگ منتخب ہو گئے۔

نتائج انتخابات مسلم لیگ بابتہ ۴۱ء حسب ذیل ہیں

عہدہ داران و ممبران مجلس عاملہ (صدر) قاضی انتظار علی خاں صاحب بی۔ اے (سکریٹری) سید محمد مشیر الدین (خزانچی) قاضی راشد علی خاں بی۔ اے (سالار) منشی محمد کامل خاں (نائبین صدر) حاجی محمد حسن و قاضی ولی حیدر خاں (جوائنٹ سکریٹری) مولوی سلطان یاور و منشی عبدالسلام صفا (ممبران) مولوی احسن مجتبےٰ۔ مولوی ضمیر الدین۔ حاجی واجد علی۔ منشی عبدالکریم تحسین۔ مولوی سبحان علی۔ حکیم محمد اجمل خاں۔ منشی فدا حسین خاں۔ شیخ حشمت علی۔ منشی عبدالسلام خاں۔ شیخ نذیر حسن (منظفر کٹرہ) منشی بانکے خاں (خوشحال گنج)

نمائندگان ضلع مسلم لیگ:۔ منشی عبدالعزیز وکیل۔ منشی احمد شفیع وکیل۔ مولوی محمد سلیم انصاری۔ قاضی راشد علیخاں بی اے منشی محمد کامل خاں۔ سید محمد مشیر الدین۔ حافظ احترام الدین۔ حاجی محمد حسن مولوی احسن مجتبےٰ۔ حافظ محمد حسین۔ قاضی ولی حیدر خاں۔ مولوی سلطان یاور منشی عبدالسلام صفا۔ مولوی ضمیر الدین۔ شیخ محمد رفیق (منظفر کٹرہ)

رزولیوشن:۔ "مسلم لیگ، کاکوری کا یہ جلسۂ عام ڈاکٹر سر شاہ محمد سلیمان، جج فیڈرل کورٹ، و وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علیگڈھ کی وفات حسرت آیات پر جو ۱۲ و ۱۳ مارچ کی درمیانی شب میں مختصر علالت کے بعد دفعتاً واقع ہوئی اپنے دلی رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اور انکی موت کو مسلمانوں و مسلم یونیورسٹی کے لئے خصوصاً اور دنیائے علم و ادب کے لئے عموماً عظیم ترین حادثہ سمجھتا ہے۔ یہ جلسہ نہایت حزن و ملال کے ساتھ مرحوم کے لئے دعائے مغفرت اور پسماندگان یعنی ضعیف ماں مرحوم کی بیوہ اور بچوں کو صبر جمیل

عطا ہونے کی بارگاہ رب العزت میں دعا کرتا ہے۔" (رپورٹر)

صحت و تندرستی:۔ (۱) معلوم ہوا کہ حکیم حافظ عبد الحلیم صاحب (احاطہ رحیم باسط) گذشتہ ماہ میں درد گردہ میں مبتلا ہو گئے تھے کئی دن سخت تکلیف رہی اب بفضلہ اچھے ہیں۔ درد کا کوئی اثر باقی نہیں ہے البتہ اضمحلال و ضعف طبیعت ابھی ہے۔

(۲) منشی ظہیر احمد (محلہ بادلی) کے متعلق لکھنؤ سے اطلاع ملی ہے کہ یونانی علاج سے فائدہ ہو رہا ہے اور طبیعت مائل بصحت ہے۔ درد کی خلش اب نہیں ہے۔ ضعف ابھی کافی ہے علاج جاری ہے۔

(۳) اہلیہ مولوی اسلام الدین (مولوی محلہ) کو سنا ہے کہ پہلے کے مقابلہ میں شکایات میں کمی ہے۔ بخار میں بھی خفت بتائی جاتی ہے اور ضعف میں بھی بتدریج کمی ہونا سنا گیا ہے کہ اب بلا اعانت چند قدم چل سکتی ہیں بھوک بھی کچھ کھلی ہے۔

علالتیں:۔ (۱) ماسٹر اظہار الحسن (محلہ ساگر) کو شدید پیچش ہو گئی تھی ساتھ ہی بخار بھی تیز رہا اب معلوم ہوا ہے کہ بواسیری مسا اس قدر متورم ہو گیا ہے کہ اُس میں بلٹس باندھ کر اس کو بچانے کی تجویز ہے۔ ماسٹر صاحب کو تکلیف شدید ہے۔ باری تعالےٰ انکو جلد صحت کاملہ عطا فرمائے۔

(۲) محسن شاہ صاحب (چودھری محلہ) کی طبیعت گذشتہ دنوں میں سنبھل گئی تھی۔ بخار میں کمی تھی۔ اب معلوم ہوا کہ انسین میں مواد پڑ گیا ہے جس کی وجہ سے بخار پھر تیز ہو گیا ہے ضعف پہلے ہی بہت تھا اب جدید تکلیف کے باعث اور بھی کمزوری بڑھ گئی ہے خداوند کریم رحم فرمائے اور شاہ صاحب کو پوری طور پر تندرست کرے۔

(۳) چودھری محمد طیب (چودھری محلہ) کے متعلق دریافت ہوا ہے کہ پہلے بخار آیا تھا اُس کے بعد پیچش ہو گئی اور کان میں درد پیدا ہو گیا۔ کئی دن سخت تکلیف رہی۔ شدائد میں کمی ہونا سنا گیا ہے لیکن ابھی تک شکایات بالکل رفع نہیں ہوئی ہیں۔ اللہ جل شانہٗ چودھری صاحب کو صحت کلی عطا فرمائے۔

(۴) والدۂ مولوی خلیل احمد عباسی (قاضی گڑھی) کی قلبی تکلیف اور تمام بدن میں سوزش کے دورے برابر ہوتے رہتے ہیں جن کی وجہ سے مریضہ کو سخت اذیت ہوتی ہے۔ کسی دن جب دورہ ہلکا ہوتا ہے تو کچھ طبیعت چاق رہتی ہے ورنہ بیحد اضمحلال بڑھ جاتا ہے جیسے ضعف بڑھتا جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اپنا فضل کرے اور صحت عطا فرمائے۔

(۵) مولوی شفیق احمد عباسی کے متعلق معلوم ہوا تھا کہ بمقام رنگام شدید پیچش میں مبتلا ہو گئے تھے۔ خدا کرے اس درمیان میں اُن کی شکایات رفع ہو گئی ہوں اور وہ بالکل صحیح و تندرست ہوں۔

(۶) والدۂ مولوی حنیف الدین علوی (مولوی محلہ) جن کو گذشتہ ماہ میں شدید قلبی دورہ ہوا تھا اور بخار کی وجہ سے نقاہت اسقدر بڑھ گئی تھی کہ نقل و حرکت دشوار تھی اب معلوم ہوا ہے کہ طبیعت روبا صلاح ہے اور شکایات میں کمی ہو رہی ہے خداوند کریم جلد صحیح و تندرست فرمائے۔

(۷) اورنگ آباد کی ایک اطلاع سے معلوم ہوا کہ مولوی حامد حسن علوی (شیخ سعدی محلہ) کا مزاج کچھ نادرست ہے اور کچھ حلق میں شکایت پیدا ہو گئی ہے۔ خدا کرے اس عرصہ میں انکی طبیعت بحال ہو گئی ہو اور تکلیف کا ازالہ کلی ہو گیا ہو۔

(۸) بیوہ خاں صاحب منشی شفیق الحسن مرحوم (مولوی محلہ) کو آجکل پھر دماغی کمزوری کا دورہ ہوا تھا اور طبیعت بہت متوحش رہتی تھی لہذا انکی والدہ مریضہ کو بغرض تبدیل آب و ہوا قصبہ نیوتنی مولوی غیاث الدین علوی کے پاس لیکر گئی ہیں۔ خدا کرے وہاں کی آب و ہوا مریضہ کے موافق ہو اور طبیعت اصلاح پر آجائے۔

متفرقات:۔ (۱) معلوم ہوا ہے کہ ۲۲ و ۲۳ مارچ کی درمیانی شب میں احاطہ حضرت صاحب میں بڑے پیمانہ پر مجلس منعقد ہوئی تھی جس میں مولوی شاکر علی صاحب نے شہادت نامہ پڑھا تھا اور فاتحہ خوانی کے بعد حاضرین کو تبرک تقسیم کیا گیا۔

(۲) ضلع مسلم لیگ کے انتخابات ۲۸ مارچ کو لکھنؤ میں ہوئے کاکوری مسلم لیگ کے نمائندگان میں سے مسٹر احمد شفیع وکیل سکریٹری اور حاجی محمد حسن خزانچی منتخب ہوئے اور قاضی راشد علی خاں کا ضلع سے صوبہ لیگ کے لئے انتخاب ہوا۔

(۳) گذشتہ ۲۲ مارچ سنہ ۴۱ء کو گورنمنٹ ہاؤس میں جنگ میں کام کرنے والوں کی جو ریلی ہوئی تھی اس میں منجملہ اور لوگوں کے کاکوری سے قاضی راشد علی خاں عباسی بی۔ اے کو اُن کی جنگی خدمات کے سلسلہ میں گورنر صاحب بہادر نے سند عطا فرمائی۔

حادثہ:۔ اہلیہ مولوی مقبول الدین صاحب کے متعلق ہم نے گذشتہ اشاعت میں جو گمان ظاہر کیا تھا کہ حلق سے لیکر منھ تک جو کئی زخم ہو گئے ہیں وہ ایک دوسرے سے مل کر سمی مادہ کو جسم میں پہونچا رہے ہیں جس کی وجہ سے حالت نازک تر ہوتی جاتی ہے۔ ہمارا وہ خیال درست نکلا اور روز بروز حالت ابتر ہوتی گئی۔ آخر ۲۳ و ۲۴ مارچ کی درمیانی شب میں ایک بجے واقعہ ارتحال پیش آیا اور مرحومہ اکلوتی لڑکی۔ بہن۔ بھائی اور اعزہ کو داغ مفارقت دیکر دائمی نیند جا سوئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ بڑی نیک منسار اور پابند صوم وصلوٰۃ بیوی تھیں اور اپنے ہم عمروں میں بہت ہر دلعزیز کہی جاتی تھیں۔ مرحومہ حضرت حافظ شاہ علی انور قلندرؒ کی ابتدائی زمانہ کی مرید تھیں۔ ہم کو اس حادثہ میں مرحومہ کی واحد یادگار صاحبزادی شوہر اور بہن و بھائیوں سے دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا ہو۔ خصوصاً صاحبزادی کو جو زندگی بھر ماں سے ایک دن کے لئے بھی کبھی جدا نہ ہوئی تھیں دائمی مفارقت کا صدمہ اٹھانا پڑا اللہ جل شانہٗ ان کو صبر و سکون رحمت فرمائے۔

مصر قدیم کی عورتیں

(رسالہ "ایشیا" نمبر ۹ و ۱۰ دسمبر سنہ ۴۰ء میں "مشرق میں عورت کا مرتبہ" کی سُرخی سے ایک دلچسپ مضمون شائع ہوا ہے جسکی ایک کڑی آج ہم رسالہ مذکور سے لیکر ناظرین کی ضیافت طبع کیلئے پیش کرتے ہیں ممکن ہوا تو دیگر ممالک کی عورتوں کے حالات بھی شائع کریں گے۔ ایڈیٹر)

مصر کی قدیم تہذیب کو تمام تہذیبوں پر فوقیت حاصل ہے۔ بابلی، سامری، آشوری، عامری اور دیگر قدیم اقوام کی طرح اہل مصر کے حالات بھی تاریک تھے۔ فرانس نے نپولین کے دور میں اسکی تحقیق شروع کی۔ اسی زمانے کے شمپولون نامی ایک طالبعلم نے خط رمزی یعنی اہل مصر کے قدیم رسم الخط کو پڑھکر سمجھنے کی کوشش کی اور اس علم کو حاصل کرنے کے شوق میں اُس نے اپنی عمر کا کافی حصہ صرف کر دیا۔ سب سے پہلے اس نے قبطی زبان کا علم صرف و نحو سیکھا۔ یہ زبان قدیم مصری زبان سے نکلی تھی اور اہل یورپ اسکو ہیروگلیف یعنی متبرک زبان کہتے تھے بعد میں اس زبان کو بہت ترقی ہوئی اور یہی زبان ہیرالک مقدس سمجھی گئی۔ مجھے اس زبان سے اور بحث سے صرف اُسی زمانے کی عورتوں پر روشنی ڈالنی ہے۔ اس لئے ان انکشافات سے جو نتائج اخذ کئے اُنکا خلاصہ یہ ہے کہ دیگر قدیم قوموں کے مقابلہ میں مصری خواتین کا درجہ بہت بلند تھا۔ اس ملک میں عورتوں کو قوم کے افراد خاندان کا بانی کہتے اور سمجھتے تھے اور ترکہ بھی مصری عورتوں کو زیادہ ملتا تھا۔

کھانا پکانا۔ کپڑا بننا۔ بچوں کی پرورش کرنا۔ آٹا پیسنا اور اسکے علاوہ بازار میں تمام خرید و فروخت کرنا بھی مصری عورتوں کے فرائض میں داخل تھا۔

محققین نے مصر قدیم کے مشہور شہر طیبہ کا جو منظر کھینچا ہے۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ عورت کو انتہائی فضیلت حاصل تھی۔ تاریخ و قصص میں جا بجا مصری عورتوں کا تذکرہ پایا جاتا ہے عہد قدیم میں مصر میں خانہ داری کا نظام بہت زیادہ زبردست تھا۔ مصری عورتوں نے سیاسیات میں بھی حصہ لینا شروع کر دیا تھا۔ چنانچہ حضرت مسیحؑ کی پیدائش سے تین ہزار پانچسو سال قبل مصر میں ایک مشہور ملکہ گذری ہے جسکا نام حتشوت تھا اسکے بنائے ہوئے قوانین دو ہزار سال تک تقریباً مصری عورتوں میں اور مصر میں رائج رہے۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اس دور میں عورتوں کو جو درجہ مصر میں حاصل تھا وہ آجکل ترقی یافتہ خواتین کیلئے قابل رشک اور حیرت انگیز ہے۔

سید محمد مشیر الدین نے یونائیٹڈ انڈیا برقی پریس لکھنؤ میں باہتمام سید توسل حسین چھپوا کر دفتر کاکوری اخبار مولوی محلہ (لال الٰہی) کاکوری سے شائع کیا۔